نظم مرثیۂ دلی - الطاف حسین حالی

صحبتیں اگلی مصور ہمیں یاد آئیں گی - کوئی دلچسپ مرقع نہ دکھانا ہرگز

موجزن دل میں یاں خون کے دریا اے چشم - دیکھنا ابر سے آنکھیں نہ چرانا ہرگز

لے کے داغ آئے گا سینے پہ بہت اے سیاح - دیکھنا اس شہر کے کھنڈروں میں نہ جانا ہرگز

چپے چپے پہ ہیں یاں گوہر یکتا تہہ خاک - دفن ہوگا نہ کہیں اتنا خزانہ ہرگز

مٹ گئے تیرے مٹانے کے نشاں بھی اب تو - اے فلک اس سے زیادہ نہ مٹانا ہرگز

وہ تو بھولے تھے ہمیں ہم بھی انہیں بھول گئے - ایسا بدلا ہے نہ بدلے گا زمانہ ہرگز

جس کو زخموں سے حوادث کے اچھوتا سمجھیں - نظر آتا نہیں اک ایسا گھرانا ہرگز

ہم کو گر تو نے رلایا تو رلایا اے چرخ - ہم پہ غیروں کو تو ظالم نہ ہنسانا ہرگز

یار خود روئیں گے کیا؟ ان پہ تو جہاں روتا ہے - ان کی بگڑی ہوئی شکلوں پہ نہ جانا ہرگز

آخری دور میں بھی تجھ سے قسم ہے اے ساقی - بھر کے اک جام نہ پیاسوں کو پلانا ہرگز

بخت سوئے ہیں بہت جاگ کے اے دورِ زماں - نہ ابھی نیند کے ماتوں کو جگانا ہرگز

یاں سے رخصت ہو سویرے کہیں اے عیش و نشاط - نہیں اس دور میں یاں تیرا ٹھکانا ہرگز

کبھی اے علم و ہنر گھر تھا تمہارا دلی - ہم کو بھولے ہو تو گھر بھول نہ جانا ہرگز

شاعری مرچکی اب زندہ نہ ہوگی یارو - یاد کر کر کے اسے جی نہ کڑھانا ہرگز

غالب و شیفتہ و نیر و آزردہ و ذوق - اب دکھائے گا یہ شکلیں نہ زمانہ ہرگز

مومن و علوی و صہبائی و ممنون کے بعد - شعر کا نام نہ لے گا کوئی دانا ہرگز

کر دیا مر کے یگانوں نے یگانہ ہم کو - ورنہ یاں کوئی نہ تھا ہم میں یگانہ ہرگز

داغ و مجروح کو سن لو کہ پھر اس گلشن میں - نہ سنے گا کوئی بلبل کا ترانہ ہرگز

رات آخر ہوئی اور بزم ہوئی زبروزیر - اب نہ دیکھو گے کبھی لطفِ شبانہ ہرگز

بزم ماتم تو نہیں بزم سخن ہے حالی !
یاں مناسب نہیں رو رو کے رلانا ہرگز

نظم مرثیہ دِلّی کی تشریح

مرثیہ دِلّی خواجہ الطاف حسین حالؔی کی بہترین نظموں میں سے ایک ہے۔ اِس نظم میں حالؔی نے دِلّی کے اُجڑنے پر غم کا اظہار کیا ہے۔ اور یہ بتایا ہے کہ دِلّی میں کیسی ادبی محفلیں سجا کرتی تھیں۔ مشاعروں سے دِلّی میں کیسی رونقیں ہوتی تھیں لیکن دلی کے اُجڑنے کے بعد شاعری کی تمام محفلیں ختم ہو گئیں اور وہاں کچھ بھی باقی نہ رہا۔ اُسی کا ذکر حالؔی نے مرثیہ دِلّی میں کیا ہے۔

شاعر فرماتا ہے کہ اب جبکہ دِلّی تباہ برباد ہو چکی ہے لیکن ہمیں پرانی شاعری کی محفلیں جہاں سب ملکر بیٹھتے تھے اور اپنا کلام پیش کرتے تھے اُسی کو یاد کرتے ہیں۔ ابھی تک ہم پرانے شاعروں کے کلام کو نہیں بھول نہیں۔ ان محفلوں کو نہیں بھول پائے۔ اب ہمیں دوسرے شعرا کا کلام دکھا کر وہ بھولی ہوئی محفلیں یاد مت کرانا کیونکہ تمہارے نئے شاعری دیکھ کر دِلّی میں گزارہ ہوا پرانا وقت یاد آجائے گا

شاعر فرماتے ہیں کہ دِلّی کے اُجڑنے پر ہمارا دِل خون کے آنسو بہا رہا ہے اب شاعر کہتا ہے کہ اگر اور بھی زیادہ دکھ تکالیف پیش آئیں تو اُن کو بھی برداشت کرلیں اور اِن مشکلات کو بھی سہہ لیں گے اگر اور زیادہ رونا پڑا تو رونے سے گریز نہ کریں گے

شاعر فرماتے ہیں کہ جو کوئی سیاح (یعنی سیر کرنے والا) دِلّی کے گلی کوچوں میں جائے گا۔ وہ دِلّی کی حالت دیکھ کر وہ اپنے دل میں دکھ درد لے کر آئے گا کیونکہ دِلّی اب بالکل ویران ہو چکی ہے اور اب

کھنڈر بن چکی ہے اس لیئے اِن کھنڈروں میں جا کر اپنے آپ کو اور زیادہ غمگین نہ کرنا

شاعر فرماتے ہیں کہ دِلّی جیسے شہر کی ہر جگہ پر بڑے بڑے شاعر دفن ہیں ایسے ایسے نایاب شعراء دلّی کی سرزمین میں دفن ہیں یعنی اس دنیائے فانی سے رخصت ہو چکے ہیں۔ اتنے زیادہ شاعر لوگ اور کہیں نہ دفن ہونگے جتنے دِلّی میں دفن ہیں۔ یعنی سب سے زیادہ شعراء دِلّی سے ہی تعلق رکھتے تھے جو اِس دنیا سے چلے گئے

یہاں شاعر خدا سے شکوہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جو شعراء اس دنیا سے چلے گئے اب تک تو اُن کا کوئی نشان تک باقی نہیں رہا۔ یعنی ابھی تو ان کی قبروں کے نشان تک مٹ گیئے ہیں اسلیئے اس سے مشکلات ہم پر مت ڈالنا کہ ہم بالکل ہی ختم ہو جائیں۔

شاعر فرماتے ہیں کہ جو باکمال شعرا اس دنیا سے رخصت ہو گیئے وہ تو ہمیں بھول گیئے کیونکہ وہ تو اس دنیا سے چلے گیئے تو ہم بھی انھیں بھول گیئے کیونکہ ان کے جانے کے بعد شعر و شاعری کی محفلیں سرد پڑ گئی اور ہم نے بھی اُن کو یاد نہ رکھا۔ اسطرح زمانے میں محبت و الفت بالکل ختم ہو گی اور دنیا بالکل بدل گئی۔ اور دنیا میں محبت نام کی کوئی چیز باقی نہ رہی

اگلے شعر میں شاعر فرماتے ہیں کہ دِلّی کی ویرانی دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ دِلّی کا کوئی بھی گھر ایسا نظر نہیں آتا جن پر دِلّی کے اُجڑنے کا اثر نہ ہوا ہو یا جن کو اِن حادثات سے کوئی زخم نہ ملے ہوں۔ ایسا کوئی بھی گھر ایسا نہیں ہے جو پوری طرح سے خوشحال ہو یہاں ہر کوئی

کسی نہ کسی مشکلات میں مبتلا ہے -

اس شعر میں شاعر خدا سے دعا مانگ کر کہتا ہے کہ اے آسمان تم نے ہم پر مصیبتوں کی بارش برسا کر ہم کو رُلایا لیکن ہماری اُجڑی ہوئی ویران زندگی اور ہماری خستہ حالی پر ہمارے دشمنوں کو نہ ہنسانا - یعنی ہماری حالت اب اور زیادہ خراب مت کرنا کہ غیر لوگ ہماری بے بسی کا مذاق اُڑائیں

اس شعر میں شاعر فرماتے ہیں کہ شاعری کا آخری دور ہے جو نامور شاعر تھے وہ سب ختم ہو چکے ہیں یعنی شاعری کی محفل برخاست ہو چکی ہے - اور شاعری کی محفل کا دور ختم ہونے والا ہے اسلئے شاعر کہتا ہے کہ جو باقی بچے ہوئے شاعر ہیں ان کو شعر کہنے کا موقع نہیں ملے گا کیونکہ اگر یہ دوبارہ شاعری کریں گے تو اُن کی شاعری کی قدر کرنے والے نہیں ہوں گے

اگلے شعر میں شاعر کہتے ہیں دِلّی کے اُجڑنے کے ساتھ ہی ہماری قسمت جیسے سو گئی یعنی جیسے سب کچھ تباہ برباد ہو گیا - دِلّی کے اُجڑنے سے پہلے ہماری حالت بہت زیادہ اچھی تھی اور ہم نے بہت اچھا وقت دیکھا ہے اور اب ہماری حالت ابتر ہے اس لئے ہمیں کچھ وقت کے لئے اِسی حالت میں رہنے دیں -

اس شعر میں شاعر دِلّی کے اُجڑنے پر دُکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں اے عیش و عشرت اور خوشی سے بھری ہوئی محفلوں اب تمہارا یہاں کوئی ٹھکانہ نہیں ہے کیونکہ دِلّی کے تقریباً شعراء اس محفل سے رخصت ہو چکے ہیں اور جو خوشی کی محفلیں لگتی تھیں وہ دِلّی کی ویرانی کے ساتھ ختم ہو گئی - اب شاعر کہتا ہے کہ اِن اجڑی ہوئی بستیوں میں

اب اِن اُجڑی بستیوں میں تمہارا ٹھکانا نہیں

تمہارا گزر نہیں ہو سکتا یعنی اب شاعری نہیں ہو سکتی

ہو سکتا

- شاعر بڑے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ دلّی کو کبھی علم و ہنر کا گہوارہ مانا جاتا تھا۔ دلّی شاعری کا گھر تھا۔ شاعر بڑے افسوس سے کہتا ہے کہ تم اُن تمام شعراء کو بھول چکے ہو لیکن دلّی کو یعنی اپنے گھر کو بھول نہ جانا اور دلّی کو دوبار آباد کرنا۔

اگلے شعر میں شاعر کہتا ہے کہ اچھے شعر کہنے والے نہ رہے اسلیئے شاعری ختم ہو گئی اب وہ شاعر دوبارہ زندہ نہ ہونگے جن کے دم سے شاعری کی محفلیں جمتی تھیں۔ اب پچھلی باتوں کو یاد کرکے اپنے آپ کو پریشان نہ کرو۔ اور پچھلا وقت یاد کرکے دکھی نہ ہوں۔

اگلے شعر میں شاعر فرماتے ہیں کہ غالب، شیفتہ، نیّر، آرزو اور ذوق جیسے باکمال شاعروں کو دوبارہ نہیں دیکھ سکیں گے ایسی اعلیٰ پائے کی شاعری کرنے والے شعراء دوبارہ نہیں آئیں گے۔ شاعری کے باغ کے یہ شعراء اس دنیا سے جا چکے ہیں اب ہم اِن کو نہیں دیکھ سکیں گے۔

شاعر فرماتا ہے کہ مومن، علوی، صہبائی اور ممنون جیسے اپنے دور کے بڑے بڑے شاعروں کے گزرنے کے بعد اس سرزمین دلّی پر اُن جیسے شعر و شاعری کرنے والا کوئی نہ بچا ہے اور نہ ہی ان کی شاعری کو سمجھنے والا کوئی باقی رہا ہے

اگلے شعر میں شاعر فرماتے ہیں کہ جو اعلیٰ پائے کے مشہور شاعر ہوئے ہیں۔ جب وہ اس دنیائے فانی سے کوچ کر

گئے۔ اُن کے چلے جانے سے اپنا پن ختم ہو گیا۔ ان سے پہلے سب آپس میں مِل جُل کر رہتے تھے اور شعر و شاعری کرتے تھے اور شعر و شاعری کی محفلیں سجا کرتی تھیں ان کے جانے کے بعد سب کچھ ختم ہو گیا

اِس شعر میں شاعر فرماتے ہیں کہ دِلّی کی تباہی و بربادی کے بعد شاعروں میں صرف داغؔ اور مہدی مجروحؔ ہی باقی رہے ہیں اسلئے شاعر شاعری سننے والوں سے اور شاعروں کی قدر کرنے والوں سے کہتا ہے کہ ان شاعروں کی شاعری سے اچھی طرح لطف اندوز ہو لو۔ کیونکہ ان کے بعد کوئی اچھی شاعری کہنے والا نہیں رہے گا

اِس شعر میں شاعر فرماتے ہیں کہ دِلی کے اجڑنے کے بعد شاعری کی محفلیں درہم برہم ہو گئی۔ دہلی تباہ و برباد ہو گئی اور سب کچھ ختم ہو گیا رات کی شاعری کی محفلوں میں جو لطف آتا تھا وہ اب آنے والے وقتوں میں شاید ہی ملے۔ شاعر فرماتے ہیں کہ دِلی کے اُجڑنے کے بعد ان شاعری کی محفلوں کا مزہ دوبارہ نہیں دیکھ سکیں گے۔

نظم کے آخری شعر میں حالی خود سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ یہ شاعری کی محفل ہے۔ محفلِ مشاعرہ ہے یہ سوگ کی یا ماتم کرنے کی محفل نہیں ہے بلکہ یہ شعر گوئی کی محفل ہے۔ یہاں دِلّی کے حالات پر ماتم کرکے خود رو رو کر دوسروں کو رلانا مناسب نہیں۔

اس نظم میں حالی نے دِلّی کے اُجڑنے پر جو درد و غم کا اظہار جس طریقے سے بیان کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ حالی نے دلی کی خستہ حالی کا تذکرہ بڑے موثر انداز میں کیا ہے